بدھ
7-فروری 1996ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 46-81 نمبر 32 | بدھ 17 رمضان -1416ھ، 7 تبلیغ 1375ہش، 7 - فروری 1996ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توبہ کی حقیقت

توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا وطن انہیں مقرر کر لیا ہوا ہے گویا کہ گناہ میں اس نے بود و باش مقرر کر لی ہوئی ہے اس وطن کو چھوڑنا۔ اور رجوع کے معنے پاکیزگی کو اختیار کرنا۔ اب وطن کو چھوڑنا بڑا گراں ہوتا ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو اسے کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ اور وطن کو چھوڑنے میں تو اس کو سب یار دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش و ہمسائے، وہ گلیاں کوچے، بازار سب چھوڑ چھاڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے۔ یعنی اس (سابقہ) وطن میں کبھی نہیں آتا۔ اس کا نام توبہ ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل بجا لاتے ہیں وہ ان باغوں کے وارث ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو باغ کے ساتھ مشابہت دی جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس آیت میں بہشت کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔ گویا جو رشتہ نہروں کو باغ کے ساتھ ہے۔ وہی تعلق اور رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جس طرح پر کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا اسی طرح پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہ ہوں تو ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہوں اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریاکاری ہیں۔ پس (کلام الٰہی) نے جو بہشت پیش کیا ہے اس کی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور اعمال کا ایک ظل ہے اور ہر شخص کی بہشت اس کے اپنے اعمال اور ایمان سے شروع ہوتی ہے اور اس دنیا میں ہی اس کی لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ اور نہریں نظر آتی ہیں۔ لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہوں گے اور ان کا ایک خارجی وجود نظر آ جائے گا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 400)

دعا مذہب کی جان - خلاصہ اور روح ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

مذہب کی جان اور خلاصہ اور اس کی روح اگر کوئی چیز ہے۔ تو وہ صرف دعا ہے۔ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کبھی کسی زمانہ میں قائم ہوا اور ہر ایک وحی جو کسی زمانہ میں کسی گوشہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دعا کی تعلیم دی گئی ہے اور خصوصیت سے اس پر زور دیا گیا ہے۔ اس زمانہ میں ہم حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی گفتگو کو آپ کی تقریروں کو آپ کی تحریروں کو غرض آپ کے جس کام کو بھی ہم دیکھیں تو آپ مجسم دعا نظر آتے ہیں۔ ان کی تحریریں دعا ہیں۔ ان کا عمل دعا ہے۔ ان کا ہر ایک کام دعا ہے۔

اگر کوئی چیز ایسی دنیا میں ہے جو یقینی علاج ہے روحانی امراض کا اور تمام مشکلات کا تو وہ دعا ہے۔

پس اگر کسی مذہب اور کسی تعلیم سے دعا کو نکال ڈالیں تو وہ مردہ چیز ہے۔ کیونکہ زندگی تو زندہ شخص کے آثار سے اور اس کے کاموں سے نظر آتی ہے۔ کسی چیز میں محض خوبصورتی کا پایا جانا زندگی پر دلالت نہیں کرتا۔ زندگی تو کاموں سے نظر آتی ہے اور کوئی کام ایک زندہ چیز ہی دے سکتی ہے مردہ چیز تو خواہ کس قدر خوبصورت ہو کوئی کام نہیں دے سکتی۔ ایک مردہ ہمیں کیا

باقی صفحہ 7 پر

یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اعلان

○ امراء کرام۔ صدر صاحبان اور مربیان سلسلہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ 20 فروری یوم حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی مناسبت سے اپنے اپنے حلقوں میں احباب جماعت کو معلومات بہم پہنچائیں اور اپنی مساعی کی رپورٹیں بھی بھجوائیں۔

(نظارت اصلاح و ارشاد)

محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کی صحت کی کیفیت

مکرم ڈاکٹر منیر احمد مبشر صاحب ابن مکرم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب تحریر کرتے ہیں۔

گزارش ہے کہ میں سرکاری ڈیوٹی کی وجہ سے خود یا فون وغیرہ کے ذریعہ سے محترم والد صاحب کی صحت کے بارہ میں آپ کو پھر کوئی اطلاع نہیں دے سکا آپ جب گھر عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں موجود نہیں تھا۔ محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے والد صاحب کی بہت کمزور اور انتہائی تشویش ناک حالت کے باوجود اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ہرنیا کا آپریشن کیا تھا جو خدا کے فضل سے کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ آپریشن کے بعد قریباً چار دن تک انہیں انتہائی نگہداشت کے شعبہ میں رکھا گیا اس کے بعد کمرہ میں لانے کی اجازت دی گئی۔ اور ڈاکٹر صاحب روزانہ دو وقت کمرہ میں تشریف لا کر حال دریافت فرماتے رہے۔ آپریشن کے بعد دعا کی درخواست آپ نے خود حضرت صاحب کی خدمت میں بذریعہ فیکس پہنچائی۔ ان کے علاوہ ہسپتال کے عملہ نے بشمول محترم ایڈمنسٹریٹر صاحب بہت تعاون اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور پھر ربوہ سے بیرون ربوہ سے متعدد معزز اور مخلص احباب ہسپتال میں اور گھر پر بھی اقارب وغیرہ تشریف لا کر عیادت فرماتے رہے۔ اور بے شمار فون بھی بیرون ملک اور پاکستان سے ملے۔ اور ہمیں اندازہ ہوا کہ والد صاحب کو اتنی خدا تعالیٰ کے فضل سے مقبولیت حاصل ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو اس محبت اور خلوص کی بہترین جزا دے اور فضلوں سے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

7- تبلیغ 1375 ھش 7 - فروری 1996ء

جنت اور دوزخ

جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے جنت کو کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے اور دوزخ سے کس طرح بچا جا سکتا ہے یہ وہ باتیں ہیں جو ہر شخص کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے ایک مختصر سے ارشاد میں ان کو یوں حل فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں :-

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں ان کو دو جنت ملتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایک جنت تو وہ ہے جو مرنے کے بعد ملتی ہے دوسری جنت اسی دنیا میں عطا ہوتی ہے۔ اور یہی جنت اس دوسری جنت کے ملنے. اور عطا ہونے پر بطور گواہ واقعہ ٹھہر جاتی ہے۔ ایسا صاحب ایمان دنیا میں بہت سے دوزخوں سے رہائی پاتا ہے۔ مختلف قسم کی بداخلاقیاں یہ بھی دوزخ ہی ہیں۔ جن چیزوں سے شدید تعلق ہو جاتا ہے وہ بھی ایک قسم کا دوزخ ہی ہے۔ کیونکہ پھر ان کو چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ مثلاً مال سے محبت ہو۔ اور اسے چور لے جائیں تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ایسے لوگ مر ہی جاتے ہیں۔ یا ان کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر اور جن فانی اشیاء سے محبت ہے اور تلف ہو جائیں یا مرجاویں تو اس کو سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے۔"

جنت کے حصول کے لئے اسی دنیا میں کوشش کرنی پڑتی ہے اگر یہاں انسان اچھی زندگی گذارے تو دوسری دنیا میں بھی اچھی زندگی گذارے گا۔ اور دوسری دنیا میں اچھی زندگی گذارنے ہی کا نام جنت ہے۔ اس دنیا میں اگر انسان نیکی اور تقویٰ کا خیال رکھے تو وہ ہمیشہ اچھی باتیں کرے گا۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اپنے ہر قول اور اپنے ہر فعل میں وہ خدا تعالیٰ کی منشا کو داخل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بہتر طریق پر بات کرے گا اور بہتر طریق پر عمل کرے گا۔ اگر وہ یہاں ایسا کرلے تو دوسری دنیا کی جنت اس کے لئے یقینی ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور اس دنیا میں اچھی زندگی نہ گذار سکے تو دوسری دنیا کی جنت کی وہ کس طرح توقع کر سکتا ہے۔ جہاں تک دوزخ کا تعلق ہے وہ بھی انسان یہیں سے اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ اگر یہاں برائیوں سے بچا رہے بداخلاقیوں کا مرتکب نہ ہو۔ کسی چیز سے اتنی محبت نہ کرے کہ اس کے تلف ہو جانے پر وہ رنج میں مبتلا ہو جائے اور اپنی اس پریشانی کو اپنی زندگی کا ایک حصہ بنالے۔ اسی طرح وہ اپنے آپ کو اگر غم وہم میں مبتلا رکھے گا کہ یہ چیز اس کے پاس نہیں رہی وہ چیز اس سے چھینی گئی ہے یا وہ ایسے کام کرے جو اچھے اخلاق کے زمرے میں نہ آتے ہوں۔ تو یہ دنیا بھی اس کے لئے دوزخ ہوگی اور اسی دوزخ کو وہ اگلی دنیا میں اپنے ساتھ لے جائے گا اور وہاں بھی وہ رنج و غم ہی کی زندگی بسر کرے گا۔ جب تک خدا چاہے۔ پس یہ دونوں باتیں کہ جنت کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے اور دوزخ سے کس طرح بچا جا سکتا ہے۔ اس مختصر سے ارشاد میں واضح ہو جاتی ہے۔

یہاں اپنی زندگی کو بہتر بنائیے۔ اپنے ہر قول اور اپنے ہر فعل کو خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق کیجئے۔ تو یہاں بھی اچھی زندگی گذرے گی اور اگلی دنیا میں بھی اچھی ہی زندگی گذرے گی۔ اور اگلی دنیا میں اچھی زندگی گزارنے کو جنت کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر بداخلاقیوں سے بچا جائے لو صرف خدا تعالیٰ سے لگائی جائے۔ چیزوں کا حصول تو ہماری ضرورت ہے لیکن ان کے تلف ہو جانے سے اگر ایسا غم دل کو لگ جائے کہ ہم پریشانی ہی کی حالت میں زندگی گذاریں تو یقیناً یہ بھی ایک دوزخ ہوگا۔ اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اور اس سے بچا صرف اس طرح جا سکتا ہے کہ ضرورت تو پوری کی جائے لیکن اس سے آگے بڑھ کر چیزوں سے اتنا پیار نہ کیا جائے کہ ان کی جدائی ہمارے لئے تکلیف دہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے کہ ہم یہاں اچھی زندگی گذاریں اور دوسری دنیا میں جنت کے وارث بنیں یہاں ہر برائی سے بچیں اپنی لو صرف خدا تعالیٰ سے لگائیں اور اگلی دنیا میں دوزخ کے قریب بھی نہ جائیں حضرت صاحب کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ دونوں باتیں آسان ہو جاتی ہیں۔

O

نہ وہ سیلِ نوجوانی نہ وہ جوشِ زندگانی
جو ہوا ٹھہر گئی ہے تو سکوت میں ہے پانی

یہ بہار کے نظارے' یہ فلک کے چاند تارے
یہ زمیں کی آفتیں ہیں وہ بلائے آسمانی

لگی آگ ہر چمن میں جلے سارے کوہ و صحرا
یہ ہوا میں کس نے بھر دی مرے سوز کی کہانی

وہی ایک مُو قلم ہے وہی ایک دستِ چابک
ترا حسن نقشِ اول مرا عشق نقشِ ثانی

تری بزمِ مے کے قابل نہ تھا خاکسار ساقی
مجھے ایک گھونٹ بخشا تو یہ تیری مہربانی

روشن دین تنویر

یہ اعتماد ہے مجھے مولا کی ذات پر
وہ میری پُشت پر ہے وہی ہے مری سپر
مَیں دوستوں کا دوست ہوں' اور دوست میرے دوست
جو مجھ کو گھُورتے ہیں' اُنہیں کو ہے میرا ڈر

ابو الاقبال

تمام اقسام حمد کے اللہ سے مخصوص ہیں

تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہیں اور اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ اور نیز جس قدر محامد صحیحہ اور کمالات تامّہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن میں لا سکتا ہے وہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں۔

ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ اہل تقویٰ کے لئے شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترمہ سیدہ فضیلت بیگم صاحبہ

(روزنامہ الفضل لاہور 12- اکتوبر 52ء)

حضرتِ اماں جان کا ذکرِ خیر

حضرت اماں جان کو اس دار المحن سے داخل جنت ہوئے ساڑھے پانچ ماہ گزر گئے۔ کئی بار جذبہ عقیدت نے کچھ لکھنے کی تحریک کی مگر یہ خیال رہا کہ سینکڑوں شب و روز صحبت میں رہنے والی لکھ چکیں اور لکھ رہی ہوں گی۔ بھلا مجھ جیسی دور افتادہ کیا نذر عقیدت پیش کرے۔ مگر دل نے مجبور ہی کیا کہ میرے دامن میں جو چند عقیدت کے پھول ہیں پیش کروں۔

میری پہلی ملاقات حضرت اماں جان سے غالباً 1916ء یا 1919ء میں سیالکوٹ میں اپنی ماموں زاد بہن سیدہ نعیمہ بنت حضرت سید حامد شاہ صاحب کی شادی پر ہوئی۔ جب آپ تشریف لائیں تو میں پیشوائی کے لئے سیڑھیوں پر کھڑی تھی۔ میری طرف نظر پڑتے ہی آپ نے اہلیہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سے جو آپ کے ہمراہ تھیں پوچھا یہ فضیلت علی شاہ کی لڑکی ہے؟ جب انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا "میں نے آنکھوں سے پہچانا ہے" مجھے آپ کی ذہانت پر حیرت ہوئی۔ کیونکہ میرے والد سید فضیلت علی صاحب کو فوت ہوئے اس وقت کم از کم سولہ سال گزر چکے تھے جب وہ فوت ہوئے میں تین سال کی تھی۔ اس سے پہلے نہ ان کی زندگی میں اور نہ بعد ہی آپ نے مجھے کہیں دیکھا تھا۔ والد صاحب بے شک رفقاء بانی سلسلہ میں سے تھے مگر ملازم پیشہ تھے اور پھر سلسلہ کے ابتدائی زمانہ میں آپ کی وفات ہو گئی تھی کچھ عرصہ مستقل طور پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صحبت میں رہنے کا کوئی امکان ہی تھا کہ اماں جان کو انہیں متعدد بار دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو۔ اب سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ جس خدا نے آپ کو ایک عظیم الشان قوم کی ماں بنایا اس نے اپنی روحانی اولاد کے ساتھ مادرانہ محبت بھی دی کہ ان کے ذہن میں ان کی صورتیں نقش ہو گئیں۔

اس کے بعد 1933ء میں میں پہلی دفعہ قادیان گئی۔ ان دنوں بٹالہ سے قادیان تک گاڑی نہیں جاتی تھی۔ یہ سفر بذریعہ بس یا تانگہ پر ہوتا تھا۔ سڑک بہت خراب تھی۔ ایک جگہ بس الٹ گئی۔ قادیان خبر پہنچی تو شاید حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے کوئی سواری بھیجی جب میں حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے حال پوچھا اور فرمایا کہ:-

"میں نے سنا ہے کہ کوئی حادثہ ہوا اور ادھر لوگ گئے ہیں۔ مگر جب تم لوگوں کا پتہ لگا تو میں نے بھی آدمی دوڑا دیا۔"

اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو حضرت بانی سلسلہ کے رفقاء سے ہی نہیں ان کی نسلوں سے بھی کتنا گہرا تعلق تھا۔

اس کے بعد میں ہر سال جلسہ سالانہ پر جاتی اس وقت ہمارے خاندان کے زیادہ افراد غیر مبائع تھے۔ مگر حضرت اماں جان ایک ایک کا حال پوچھتیں (اللہ پاک ہے) اخلاق اس قدر بلند تھا کہ کبھی ان کے غیر مبائع ہونے پر اظہار افسوس نہیں کیا۔ شاید کسی رنج۔ افسوس کا اظہار وہ جائز نہیں رکھتی تھیں۔ آپ کے نورانی چہرہ پر ہمیشہ بشاشت رہتی۔ کیسے کیسے جانکاہ صدمات آپ کو پہنچے۔ جوان بھائی جن سے آپ کو بہت محبت تھی ان کی وفات کے صدمات کو کس حوصلہ سے آپ نے برداشت کیا۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی وفات سے چند ہی روز بعد میں قادیان تعزیت کے لئے گئی تو آپ کھانا کھانے لگی تھیں۔ خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ مصافحہ کیا اور کھانے میں شریک ہونے کو کہا۔ جب آپ کھانا کھا چکیں تو میں نے حضرت میر صاحب کی وفات پر اظہار افسوس کیا۔ آپ نے اسی مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا:-

"جب وہ فوت ہوئے تو ان کی لڑکی نے والدہ سے آکر کہا امی انجام بخیر ہو گیا۔ والدہ نے جواب میں کہا (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) سب ٹھیک ہوا۔ یہ صبر و شکر کا نمونہ دکھا کر ہمیں خاموش کرا دیا۔"

پھر ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ کہنے لگیں۔ لڑکی مجھے تم پر سفید دوپٹہ اچھا نہیں لگتا۔ میں نے عرض کیا۔ اماں جان میں تو کئی سال سے سفید دوپٹہ ہی لے رہی ہوں۔ فرمایا وہ اور بات ہے وہ چنا ہوا تو ہوتا تھا۔ کتنا وسیع تھا مادرانہ جذبہ اور کتنی بے نظیر تھی شان صبر و تحمل کہ مصائب کے پہاڑ ٹوٹے مگر ماتھے پر شکن نہ آئی اور منہ سے اف نہ کی۔

میں نے یہ انتہائی رنج کے الفاظ ان کے منہ سے سنے کہ وہ ضعیفی کی وجہ سے خاطر خواہ عبادت نہیں کر سکتیں۔ واقعہ یوں ہے کہ میں جب قادیان جاتی تو میری بڑی خواہش ہوتی کہ بیت الدعا میں (عبادت کروں) پہلی بار جب میں نے اماں جان سے پوچھا کہ "بیت الدعا میں عبادت ادا کر لوں" تو آپ حسب عادت ہنس دیں اور فرمایا۔ "ہم نے کوئی ٹیکس نہیں لگایا ہوا۔ جب میں دروازے میں داخل ہوئی تو آپ نے آواز دے کر کہا کہ

"ہاں ایک ٹیکس ہے کہ میرے لئے دعا کرنا"

اس کے بعد میں اکثر موقع پر بیت الدعاء میں چلی جایا کرتی تھی۔

ایک دفعہ میں بیت الدعاء سے نکلی تو فرمایا:-

"دعا ضائع نہیں جاتی۔ اگر ایک رنگ میں قبول نہ ہو تو کسی دوسرے رنگ میں قبول ہو جاتی ہے یا عبادت میں شمار ہوتی ہے۔"

آپ کی ذہانت اور بلند اخلاق دیکھنے کا موقعہ بھی ملا۔ قادیان کے آخری زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئی تھیں۔ جلسہ کے ایام میں ہزاروں عورتوں سے ملاقات کی طاقت نہ رکھتی تھیں اور جب عورتوں کو منع کیا جاتا تو ان کو صدمہ پہنچتا۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ ایسا انتظام ہو کہ عورتیں مصافحہ کر کے گزرتی جائیں باتیں نہ کریں۔ یہ ڈیوٹی دو سال مجھے ملی۔ ہر عورت کے مصافحہ کرنے پر جلد دوسری کو بلانے کی کوشش کرتی۔ مگر اماں جان کوئی نہ کوئی بات کر دیتیں مثلاً کسی سے پوچھتیں تمہاری ماں نہیں آئیں؟ یا تم دیر بعد آئی ہو وغیرہ وغیرہ۔

جہاں اس ضعیفی میں آپ کے حافظہ پر مجھے حیرت ہوتی وہاں آپ کی بلند اخلاقی مجھے محو حیرت کر دیتی۔ چونکہ ہمیشہ جلسہ سالانہ پر میری تقریر ہوتی تھی اس لئے اکثر حاضر خدمت ہونے پر آپ تقریر کے متعلق کوئی نہ کوئی بات کرتیں۔ اس میں بلند اخلاقی ہی نہیں۔ سلسلہ اور خادمان سلسلہ سے آپ کی دلی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس مبارک وجود کو ایک عرصہ تک ہم میں رکھا تا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تربیت کا بہترین نمونہ قوم کی راہنمائی کرے۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جنہوں نے ان پاکیزہ ہستیوں سے کچھ سیکھا۔ اور مبارک ہیں وہ کہ اپنے بلند اخلاق سے کلید جنت کو سنبھالے رکھا اور صبر و شکر سے ہر حال میں مطمئن رہیں۔ ہزاروں ہزار سلام ہو ان پر۔

ملک محمد عبد اللہ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

حضرت چوہدری صاحب سے میری ابتدائی اور معمولی واقفیت 1940ء کے اوائل میں ہوئی۔ خاکسار نے امامت جوبلی کے موقعہ پر ایک خوبصورت کتابچہ "تمام دنیا میں (-) دین حق" کے نام سے شائع کیا تھا۔ یہ رسالہ عمدہ سفید کاغذ پر جس کا سرورق سفید آرٹ پیپر کا تھا طبع کیا گیا تھا۔ حضرت چوہدری صاحب نے یہ رسالہ احمدیہ بک ڈپو قادیان میں دیکھا۔ بتیس صفحات کا مختصر رسالہ جس میں جماعت کے بیرونی مشنوں اور جماعت کے مختصر حالات کا ذکر تھا آپ کو پسند آیا۔ آپ نے ملک فضل حسین صاحب مینجر بکڈپو سے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی تالیف ہے۔ اتفاق کی بات ہے اس وقت میں بھی وہاں آ گیا تو ملک صاحب نے حضرت چوہدری صاحب سے فرمایا کہ یہ اس رسالہ کے مولف آ گئے ہیں میں نے حضرت چوہدری صاحب سے مصافحہ کیا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا انہیں تو میں جانتا ہوں۔ آپ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ دراصل بات یہ تھی کہ حضرت چوہدری صاحب جب بھی قادیان آتے تو اکثر آپ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے۔ میں چونکہ حضرت میاں صاحب کے ساتھ ہی تالیف و تصنیف کے کام میں منسلک تھا اس لئے وہاں حضرت چوہدری صاحب مجھے دیکھتے تھے۔ بہرحال آپ نے یہ دو صد رسالہ جات خرید فرمائے اور ملک فضل حسین صاحب سے کہا کہ آپ ان کا ایک پیکٹ باندھ دیں میرا آدمی آکر لے جائے گا۔ حضرت چوہدری صاحب سے یہ ابتدائی تعارف تھا۔ اس کے بعد تو ملاقات کا یہ سلسلہ جاری رہا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اپنے خاندان کی زرعی اور سکنی اراضیات کا انتظام بھی فرماتے تھے۔ قادیان کی آبادی روز افزوں ترقی پر تھی۔ اس کے لئے آپ نے مختلف محلہ جات تشکیل دیئے۔ ان محلہ جات میں سکنی قطعات کی فروخت کا کام حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ کے سپرد تھا۔ سکنی قطعات کی فروخت کا یہ کام زیادہ تر جلسہ سالانہ اور مجلس مشاورت کے موقع پر ہوتا تھا۔ سال کے باقی ماندہ ایام میں معمولی کام ہوتا تھا اس کے لئے حضرت میاں صاحب نے ایک ہمہ وقتی کلرک رکھا ہوا تھا۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب وفات پا گئے تو 1940ء میں سکنی پلاٹس کی فروخت کا کام حضرت میاں صاحب نے میرے سپرد فرما دیا۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے بھی کچھ سکنی پلاٹس قادیان میں تھے۔ حضرت چوہدری صاحب ایک دن دفتر میں میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ حضرت میاں صاحب کے سکنی پلاٹس کی فروخت کا کام بھی کرتے ہیں میرے بھی کچھ پلاٹس یہاں ہیں انہیں بھی فروخت کر دیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں یہ کام حضرت میاں صاحب کی اجازت سے ہی کر سکتا ہوں۔ آپ ان سے بات کر لیں۔ حضرت چوہدری صاحب میرے اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ نے بڑے اصول کی بات کی ہے۔ دوسرے دن حضرت میاں صاحب نے مجھے فرمایا کہ آپ سے چوہدری صاحب نے اپنی سکنی اراضی کی فروخت کی بات کی ہے میں نے جو بات ہوئی تھی وہ عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا یہ تو آپ پر منحصر ہے چوہدری صاحب کے تھوڑے سے پلاٹس ہیں اگر آپ وقت دے سکتے ہیں تو میری طرف سے اجازت ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت چوہدری صاحب کا یہ کام کر دیا۔ آپ جب بھی قادیان تشریف لاتے اپنے ڈرائیور سید بشیر شاہ صاحب کے ذریعہ اپنی آمد کی مجھے اطلاع کر دیتے اور میں آپ کی فروخت شدہ اراضیات

باقی صفحہ 5 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کا ایک واقعہ

محترم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) اپنی کتاب حیات نور میں لکھتے ہیں کہ:-

ایک مولوی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت الاول فرماتے ہیں۔

میرے ایک بنارس کے رہنے والے محسن مولوی عبدالرشید صاحب تھے انہوں نے میرے ساتھ بڑی نیکیاں کی ہیں وہ مراد آباد میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مہمان عشاء کے بعد آگیا ان بنارسی بزرگ کے بیوی بچے نہ تھے۔ مسجد کے ایک حجرے میں رہتے تھے۔ حیران ہوئے کہ اب اس مہمان کا کیا بندوبست کروں اور کس سے کہوں۔ انہوں نے مہمان سے کہا کہ آپ کھانا پکنے تک آرام کریں۔ وہ مہمان لیٹ گیا اور سو گیا۔ انہوں نے وضو کر کے قبلہ رخ بیٹھ کر دعا کرنی شروع کی جب اتنی دیر گزری کہ جتنی دیر میں کھانا پک سکتا ہے اور وہ برابر دعا کرنے میں مصروف تھے تو ایک آدمی نے باہر سے آواز دی کہ حضرت میرا ہاتھ جلتا ہے جلدی آؤ۔ یہ اٹھے ایک شخص تانبے کی رکابی میں گرم گرم پلاؤ لئے ہوئے آیا۔ انہوں نے لے لیا اور مہمان کو اٹھا کر کھلایا۔ وہ حجرہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس رکابی کا کوئی مالک نہ نکلا' وہ تانبے کی رکابی رکھی رہتی تھی اور وہ کہا کرتے تھے جس کی رکابی ہو۔ لے جائے۔ لیکن کوئی اس کا مالک پیدا نہ ہوا۔ اسی قسم کے بعض واقعات حضرت امام جماعت الاول کو بھی پیش آچکے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک واقعہ اخویم محترم حکیم محمد صدیق صاحب آف میانی ضلع سرگودھا نے سنایا کہ حضرت امام جماعت الاول فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ میں اچھے استاد کی تلاش میں وطن سے دور چلا گیا۔ تین دن کا بھوکا تھا۔ مگر کسی سے سوال نہیں کیا۔ میں مغرب کے وقت ایک مسجد میں چلا گیا۔ مگر وہاں کسی نے مجھے نہیں پوچھا۔ اور نماز پڑھ کے سب چلے گئے۔ جب میں اکیلا تھا تو مجھے باہر سے آواز آئی نورالدین۔ نورالدین۔ یہ کھانا آکر جلد پکڑ لو۔ میں گیا تو ایک مجمع میں بڑا پر تکلف کھانا تھا۔ میں نے پکڑ لیا۔ میں نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا۔ کیونکہ مجھے علم تھا کہ خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے خوب کھایا اور پھر برتن مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ کھونٹی پر لٹکا دیا۔ جب میں آٹھ دس دن کے بعد واپس آیا تو وہ برتن وہیں آویزاں تھا۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ کھانا گاؤں کے کسی آدمی نے نہیں بھجوایا تھا خدا تعالیٰ نے ہی بھجوایا تھا۔"

خیر اس بات کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ طب سیکھنے کے لئے حکیم علی حسین صاحب لکھنوی کے پاس جانا چاہ رہے تھے۔ راستے میں اس لئے ٹھہر گئے کہ بیمار تھے۔ اور مولوی عبدالرشید صاحب بنارسی کے ذریعے آپ کو بہت آرام ملا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرمائی۔ تو پھر لکھنؤ کا سفر کیا۔ راستے میں ایک روز اپنے بھائی صاحب کے ایک دوست عبدالرحمان خان مالک مطبع نظامی کے پاس کانپور ٹھہرے۔ وہاں سے جو روانہ ہوئے تو کچی سڑک اور گرمی کا موسم گرد و غبار نے خاک آلودہ کر دیا۔ گاڑی سے اترتے ہی حکیم صاحب کا پتہ پوچھا۔ خدائی عجائبات ہیں کہ سامنے ہی حکیم صاحب کا مکان تھا۔

آپ فرماتے ہیں:-

"یہاں ایک پنجابی مثل یاد کرنے کے قابل ہے۔ لل کرے اولیاں رب کرے سولیاں۔ میں اسی وحشیانہ حالت میں مکان میں جا گھسا ایک بڑا ہال نظر آیا۔ ایک فرشتہ خصلت دلربا حسین سفید ریش نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چار زانو بیٹھا ہوا پیچھے اس کے ایک نہایت نفیس تکیہ۔ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے۔ سامنے پاندان۔ اگالدان۔ خاص دان۔ قلم دوات کاغذ پڑے ہوئے۔ ہال کے کنارے کنارے جیسا کوئی التحیات میں بیٹھا ہے۔ بڑے خوش نما چہرے قرینے سے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ نہایت براق چاندنی کا فرش اس ہال میں تھا۔ وہ قمقمہ دیوار دیکھ کر حیران سا رہ گیا۔ کیونکہ پنجاب میں کبھی ایسا نظارہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ بہرحال اس کے مشرقی دروازے سے اپنا بستہ اس دروازے میں ہی رکھ کر حضرت حکیم صاحب کی طرف جانے کا قصد کیا۔ گرد آلود پاؤں جب اس چاندنی پر پڑے تو اس نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہو گیا۔ حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہنچا۔ اور اپنی عادت کے مطابق زور سے سلام کہا جو لکھنؤ میں ایک نرالی آواز تھی۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم صاحب نے سلام کا جواب زور سے یا دبی آواز سے کہا ہو مگر میرے ہاتھ بڑھانے سے انہوں نے ضرور ہی ہاتھ بڑھایا اور خاکسار کے خاک آلودہ ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آلودہ کئے۔ اور میں دو زانو بیٹھ گیا۔ یہ میرا دو زانو بیٹھنا بھی اس چاندنی کے لئے عجیب نظارے کا موجب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جو اراکین لکھنؤ سے تھا اس وقت مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں میں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قائل ہو چکا تھا۔ مگر جب خدا شرے برانگیزد کہ خیرما دراں باشد میں نے نیم نگاہی کے ساتھ اپنی جوانی کی ترنگ میں اس کو یہ جواب دیا کہ یہ بے تکلفیاں اور سلام کی بے تکلف آواز وادی غیر ذی ذرع کے امی اور بطحاہ کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہیں۔ ﷺ۔ فداہ ابی وامی۔ اس میرے کہنے کی آواز نے بجلی کا کام کیا۔ اور حکیم صاحب پر وجد طاری ہو گیا۔ اور وجد کی حالت میں اس امیر کو کہا کہ آپ تو بادشاہ کی مجلس میں رہے ہیں۔ کبھی ایسی زک آپ نے اٹھائی ہے۔ اور تھوڑے وقفہ سے مجھے کہا کہ آپ کا کیا کام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اب بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور پڑھانے سے مجھے انقباض ہے۔ میں خود تو نہیں پڑھا سکتا۔ میں نے قسم کھالی ہے کہ اب نہیں پڑھاؤں گا۔ میری طبیعت ان دنوں بہت جوشیلی تھی۔ اور شائد سحر کا بقیہ بھی ہو اور حق تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہی کے کام ہوتے ہیں منشی محمد باقر صاحب کی فارسی تعلیم نے یہ تحریک کی کہ میں نے جوش بھری اور دردمندانہ آواز سے کہا کہ شیرازی حکیم نے بہت ہی غلط کہا کہ رنجانیدن دل جہل کفارہ ہمیں سہل اس پر ان کو دوبارہ وجد ہوا اور چشم پر آب ہو گئے۔ تھوڑے وقفہ کے بعد فرمایا کہ مولوی نور کریم حکیم ہیں۔ اور بہت لائق ہیں میں آپ کو ان کے سپرد کر دوں گا اور وہ آپ کو اچھی طرح پڑھائیں گے۔ جس پر میں نے عرض کی کہ ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست۔ تب آپ پر تیسری دفعہ وجد کی حالت طاری ہوئی۔ اور فرمایا کہ ہم نے قسم توڑ دی۔ اس کے بعد حکیم صاحب تو گھر کو تشریف لے گئے اور وہ لوگ جو مختلف اغراض اور بیماروں کے لئے آئے تھے اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ میں نے بھی تنہائی کو غنیمت سمجھ کر اپنا بوریا بندھنا سنبھالا اور اس مکان سے باہر نکلا میرے بھائی صاحب کے دوست علی بخش خان مرحوم مطبع عالی کے مالک تھے ان کے مکان پر پہنچا۔ وہاں میں نے بڑا آرام پایا۔ غسل کیا کپڑے بدلے۔ خان صاحب نے انار کا ایک خوبصورت درخت دکھایا جو ان کے مطبع والے مکان میں تھا اور فرمایا یہ تمہارے بھائی کی یادگار ہے۔ وہاں آرام پا کر میں مختلف علماء سے جو لکھنؤ میں تھے ملا اور عجیب عجیب باتیں سننے میں آئیں۔

محترم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) حیات نور میں مزید لکھتے ہیں۔ آپ یعنی حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب فرماتے ہیں۔

آخر علی بخش خان نے مجھے ایک مکان دیا اور وہاں کھانے کا انتظام مجھے خود کرنا پڑا جیسے کہ میں کہہ چکا ہوں۔ حرفہ کے لئے میرے دماغ میں کوئی بناوٹ نہیں۔ اپنی روٹی پکانے کے لئے ایک منطق سے کام لینے لگا۔ چولھے میں آگ جلائی۔ توا رکھا۔ اور روٹی گول بنانے کی یہ ترکیب سوجھی کہ آٹے کو بہت پتلا گھول لیا اور ایک برتن کے ذریعے اس گرم توے پر بلا گھی اور خشکی کے خوب صورت دائرے کی طرح آٹا ڈال دیا۔ جب اس کا نصف حصہ پک گیا تو پلٹنے کے لئے روٹی کو اٹھانے کی فضول کوششیں کیں۔ ان کوششوں میں روٹی اوپر تک پک چکی تھی۔ خیالی فلسفہ نے توے کو اتار کر آگ کے سامنے رکھوایا جب عمدہ طور پر اوپر کا حصہ پختہ نظر آیا تو چاقو سے اتارنے کی ٹھہری۔ مگر چاقو کے ذریعے بھی اس نے اترنے سے انکار کیا۔ اور مجھے دعا کی توفیق ملی۔ اس مکان سے باہر نکل کر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یوں دعا مانگنے لگا۔ اسے مولا کریم۔ ایک نادان کے کام سپرد کرنا اپنے بنائے ہوئے رزق کو ضائع کرنا ہے۔ یہ کس لائق ہے جس کے سپرد روٹی پکانا کیا گیا" اس روٹی کے انتظام اور دعا کے بعد آپ پر تکلف لباس میں سیدھے حکیم صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ حکیم صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا۔ آپ اس وقت آئے اور بے اجازت چلے گئے۔ یہ شاگردوں کا کام ہے۔ آئندہ تم روٹی ہمارے پاس کھایا کرو۔ اور یہیں رہو۔ یا جہاں ٹھہرے ہو وہاں رہو۔ مگر روٹی یہاں کھایا کرو۔ آپ فرماتے ہیں میں نے کچھ عذر معذرت کے بعد حکیم صاحب کی یہ پیش کش منظور کر لی۔ پھر حکیم صاحب نے فرمایا۔ طب کہاں تک پڑھنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا افلاطون کے برابر۔ حالانکہ مجھے قطعاً خبر نہ تھی کہ افلاطون کوئی حکیم ہے یا طبیب۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کچھ تو ضرور ہی پڑھ لوگے۔ اگر کسی چھوٹے کا نام لیتے تو میرے دل کو بہت صدمہ پہنچتا۔ کیونکہ ہر ایک انسان اپنے غایت مطلوب تک نہیں پہنچتا۔"

اس کے بعد حکیم صاحب نے نفیسی اور اس کا علمی حصہ پڑھانا شروع کر دیا۔ مگر آپ سارے دن میں ایک سبق پر کیسے مطمئن ہو سکتے تھے۔ ادھر ادھر پڑھنا شروع کیا۔ مگر کوئی جگہ آپ کو پسند نہ آئی البتہ مولوی فضل اللہ فرنگی محلی سے آپ نے ملا حسن اور حمد اللہ پڑھنی شروع کر دی۔ مگر چند ہی اسباق کے بعد سوچا کہ اگر چھ سات سبق روزانہ ہوں تو یونہی عمر کا ضیاع ہے۔ یہ سوچ کر آپ حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تا رخصت حاصل کر کے واپس رامپور چلے جائیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

لیکن قدرت خداوندی کے کیا تماشے ہیں کہ میری اس ادھیڑبن کے وقت حکیم صاحب کے نام نواب کلب علی خاں نواب رامپور کا تار آیا تھا۔ کہ آپ ملازمت اختیار کر لیں۔ علی بخش نام ان کے ایک چہیتے خدمت گار علیل ہیں ان کا آکر علاج کریں۔ دوپہر کے بعد ظہر (-) پڑھ کر میں حاضر ہوا اپنے منشاء کا اظہار کر کے عرض کیا کہ اب میں رامپور جانا چاہتا ہوں۔ حکیم صاحب نے فرمایا تم یہ بتاؤ مجھ جیسے آدمی کو ملازمت اچھی ہے یا آزادی سے علاج کرنا۔ چار سو روپیہ کے قریب یہاں شہر میں آمدن ہوتی ہے۔ کیا اس آمدنی کو چھوڑ کر ملازمت اختیار کروں۔ تمہارے خیال میں یہ بھلی بات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نوکری آپ کے لئے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ موجودہ حالت میں اگر آپ کے

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آصف محمود باسط

کچھ فلسفہ کے متعلق

ہم میں سے اکثر لوگ تعصب کی وجہ سے بہت سی اچھی اور نئی باتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ من حیث القوم' تعصب ہماری ذات کا حصہ بن چکا ہے۔ کسی بھی چیز کے بارے میں سنی سنائی باتوں پر اپنی رائے قائم کر لینا اور اس کو حتمی خیال کرنا ہی تعصب ہے اور ہم زندگی کے ہر میدان میں شعوری یا لاشعوری طور پر یہی کچھ کر رہے ہیں۔

میں فلسفہ کا طالب علم ہوں اور میرا خیال ہے کہ تمام مضامین میں سے میرے مضمون کے ساتھ سب سے زیادہ تعصب کا سلوک کیا جاتا ہے۔ مجھے اکثر اس بات کا تجربہ ہوا کہ میں نے کسی سے اپنا تعارف فلسفہ کا طالب علم ہونے کے حوالے سے کرایا اور اس نے ایسی نظروں سے میری استری کی ہوئی قمیض' پتلون اور تسمے بندھے ہوئے جوتوں کا جائزہ لیا کہ مجھے احساس ہو گیا کہ ان صاحب کو میرے قول اور فعل میں سے کوئی ایک ناقابل اعتبار لگ رہا ہے۔ وہ یا تو مجھ سے یہ سننا چاہتے ہیں کہ میں سائنس کے فلاں شعبے کا طالب علم ہوں یا مجھے دریدہ دامن اور آشفتہ مو دیکھنا چاہتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ زندگی کے کسی بھی شعبے کی بدنامی کا باعث کسی حد تک اس سے متعلقہ لوگ بھی ہوا کرتے ہیں مگر خدا جانے کیوں ہمارے حصے میں اس بدنامی کا کوٹہ کچھ زیادہ ہے۔

مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی انقباض نہیں کہ میں اپنے مضمون کی وکالت کر رہا ہوں۔ اور شاید یہ ہر کسی کا بنیادی حق بھی ہے۔ مگر یہ وکالت محض اس بنیاد پر نہیں کہ میرے دل میں اس مضمون کے لئے بہت محبت ہے بلکہ اس میں زیادہ دخل اس ہمدردی کا ہے جو میرے دل میں فلسفہ سے تعصب کا رویہ رکھنے والے احباب کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی ذہن کو سوال کرنے کی صلاحیت سے نوازا۔ خاص طور پر ایسی چیزوں کے بارے میں تو یہ کچھ زیادہ ہی سوال کرتا ہے جن کے لئے کوئی اطمینان بخش جواب نہیں ملتا۔ یہ وہیں پر اٹکا رہتا ہے۔ ذہن کسی الجبراء کے سوال پر اٹک گیا ہو تو آپ تجسس کے مارے اس کا جواب تلاش کرتے ذہن کو اس الجھن سے نجات دلا دیں گے۔ مگر کبھی غور کیجئے گا۔ آپ کا ذہن اور کسی بات پر اتنا نہیں اٹکتا جتنا تمام سوالوں کے بنیادی سوال پر اٹک جاتا ہے۔ یہ سب سے زیادہ آپ سے زندگی کے بارے میں سوال کرے گا۔ آپ کے اپنے وجود کے بارے میں۔ جس کی موجودگی سے سب کچھ ہے۔ پھر اس "سب کچھ" کی موجودگی پر سوال کرے گا اور پھر اس سب کے خالق کو تلاش کرے گا۔

اب اس سوال سے جان چھڑانے کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ اسے نظرانداز کر کے ذہن کو کسی چیز سے بہلا لینا' جیسا کہ ہماری اکثریت کرتی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اس سوال کا جواب تلاش کر کے ذہن کو مطمئن کرنا۔

ہم اکثر یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے اس سوال کے حوالے سے ذہن کو مطمئن کر لیا ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے جواب میں ہم فلاں پیغمبر فلاں مفکر یا فلاں سائنسدان کے نظریئے کے مقلد ہیں۔ ذرا سوچئے کہ جس عقیدے یا نظریئے کی آپ تقلید کر رہے ہیں۔ وہ بھی ایک فلسفہ ہے۔ میں ہرگز یہ نہیں کہہ رہا کہ ہر آدمی کو اپنا الگ فلسفہ تراش لینا چاہئے۔ ہر آدمی کا ذہن لامحالہ کسی نہ کسی عقیدے یا نظریئے کو قابل قبول سمجھتا ہے۔ مگر میں صرف اتنا کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس عقیدے کو اپنے ذہن کو تھوڑی سی زحمت دیتے ہوئے پرکھ لینا' اس پر سوچ لینا آپ کو آپ کے ذی شعور ہونے کی گواہی دینے کے علاوہ کوئی اور نقصان نہیں پہنچائے گا۔

یہ تو بات تھی فلسفہ کا لفظ وسیع تناظر میں استعمال کرتے ہوئے۔ جب فلسفہ پر بطور مضمون بات ہو رہی ہو تو ایک سوال عموماً" پوچھا جاتا ہے۔ کہ بھائی ہر چیز کا الگ فلسفہ ہوتا ہے۔ آپ یونیورسٹی میں دو سال کے دوران کس کس چیز کا فلسفہ پڑھ لو گے؟ سوال تو بہت قدرتی اور جائز ہے۔ اب یہاں پھر فلسفہ کی حقیقت پر بات کرنا پڑے گی۔

فلسفہ کی کوئی معین تعریف ہو نہیں سکتی نہ اب تک کسی نے کی ہے۔ برٹرنڈ رسل (Bertranad russel) نے فلسفے کے بارے میں کہا ہے کہ سائنس اور مذہب کے درمیان جو No Man'S Land ہے وہاں فلسفہ کا قبضہ ہے۔ میری ذاتی اور طالب علمانہ رائے میں اس بات کو ان الفاظ میں فلسفے کی تعریف کی طور پر رائج کر دینا چاہئے۔ کہ

Philosophy is the no Mans land lying between science and religion

جب فلسفے کو بطور مضمون پڑھتے ہیں تو اسے دو بڑے حصوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے۔

(i) مسائل (ii) مفکرین

مسائل میں پہلا مسئلہ ظاہر ہے کہ انسانی ذہن کا پہلا سوال یہی ہے جس پر ہم پہلے بات کر چکے ہیں یعنی حیات اور مابعد الحیات کیا ہے؟ یا یوں کہہ لیں کہ طبیعات اور مابعد الطبیعات کیا ہیں؟ دونوں الگ الگ کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ دونوں کے درمیان کیا تعلق ہے؟ کوئی تعلق ہے بھی یا نہیں اور اگر ہے تو کہاں پر ہے؟ اور کیا ہے؟ اس مسئلے کو کوزے میں بند کریں تو انسانی جسم اور روح کے تعلق کا مسئلہ بن کر سامنے آئے گا اور اگر دریا کر دیں تو کائنات اور خدا کے مابین تعلق کی شکل میں۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان جو کچھ ہے' فلسفہ اسے اپنا میدان سمجھ کر اس پر مشق ناز کرتا ہے دوسرا حصہ مفکرین کا ہے۔ اس میں ان مختلف مسائل پر جو نظریات مختلف مفکرین نے دیئے ان کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مفکرین کے نظریات کے مطالعہ سے آپ کو ان مسائل کو پرکھنے کے مختلف زاویئے معلوم ہو جاتے ہیں اور آپ سوچنے کا ایک اپنا ذاتی رجحان اپنا سکتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اس مختصر تعارف میں آپ کو یہ اندازہ تو ہو گیا ہو گا کہ فلسفہ ایک بے ضرر مضمون ہے۔ اس کے دلچسپ ہونے کا اندازہ تو اسے پڑھ کر ہی لگایا جا سکتا ہے۔

اور ہاں ایک بات جس سے فلسفے کے روایتی خیر خواہ مجھ سے ناراض ہو سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ میں نے فلسفے کا لفظی مطلب آپ کو نہیں بتایا۔ لفظ philosophy دو یونانی الفاظ Philo یعنی محبت اور Sophia یعنی تدبر سے مل کر بنا ہے۔ Sophia ویسے علم کی یونانی دیوی کو بھی کہتے ہیں۔ سو اس کا لفظی مطلب تدبر اور سوچ سے محبت ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

سننے کو تو ہر ایک کان سن سکتا ہے کیونکہ سننا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے۔ انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب تک ایک مجلس میں بیٹھا ہے۔ اس مجلس کی باتوں سے متاثر ہوتا ہے لیکن جب وہاں سے اٹھتا ہے اور مجلس منتشر ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں گویا وہ وہیں کے لئے تھیں۔ ایسے لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں اور دفعتہ" موت کے آ جانے پر انہیں بہت کچھ حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے۔ موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔

فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دوکان کیا کرتے تھے۔ ایک دن صبح ہی صبح جب آ کر انہوں نے دوکان کھولی تو ایک فقیر نے آ کر سوال کیا۔ فریدالدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی بوہنی نہیں کی۔ فقیر نے ان کو کہا کہ اگر تو ایسا ہی دنیا کے دھندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی۔ فریدالدین نے اس کو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی۔ فقیر یہ سن کر وہیں لیٹ گیا اور (کلمہ پڑھا) اور اس کے ساتھ ہی جان نکل گئی۔ فریدالدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا۔ اسی وقت ساری دکان لٹا دی اور ساری عمر یاد الٰہی میں گزار دی۔ یہ تیاری ہوتی ہے۔ تیاری میں رنج نہیں ہوتا۔ کش مکش ہو تو پھر رنج اور افسوس ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ 3

کا حساب اور فارموں پر دستخط کروانے کے لئے آپ کے ہاں حاضر ہو جاتا۔

حضرت چوہدری صاحب کا ایک واقعہ حضرت مولانا راجیکی صاحب کے حالات میں تحریر کر چکا ہوں۔ حضرت چوہدری صاحب کو آپ سے بہت عقیدت تھی۔ آپ اکثر مولانا صاحب سے دعا کرواتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا بیمار تھے تو حضرت چوہدری صاحب اپنی کوٹھی دارالانوار سے پیدل ان کے مکان پر عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت چوہدری صاحب کے ہمراہ اس خاکسار کو بھی مولانا صاحب کے ہاں عیادت کے لئے جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ملکی تقسیم کے بعد جب گورنمنٹ پاکستان نے ہندوستان میں متروکہ جائیداوں کے متعلق فیصلہ جات کے لئے عدالتوں میں کلیمز افیسر مقرر کئے تو ان میں شہادت بھی لی جاتی تھی۔ قادیان میں چونکہ سکنی اراضی کی فروختگی کا کام زیادہ تر خاکسار کے ذریعہ ہوا تھا اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے دفتر میں اس کا باقاعدہ اندراج ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت میاں صاحب نے روزنامہ الفضل میں یہ اعلان فرما دیا تھا کہ ضرورت مند احباب اپنے کلیمز کی شہادت کے لئے خاکسار کو بلا سکتے ہیں۔ جماعت کے اکثر احباب نے اس سے استفادہ کیا۔ حضرت چوہدری صاحب نے اپنا کلیم کراچی میں داخل کیا تھا۔ اس بارہ میں ایک دن حضرت چوہدری صاحب نے مجھے اپنی کوٹھی میں بلایا اور اپنے کلیم کی تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو اس کے لئے کراچی جانا ہو گا وہاں پر مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب (وفات یافتہ) کے ہاں آپ کا قیام ہو گا۔ سفر کے اخراجات کے لئے آپ نے مبلغ تین صد روپے ادا فرمائے جو اس زمانہ کے لحاظ سے کافی رقم تھی۔ محترم چوہدری بشیر احمد صاحب ہندوستان دہلی میں مجسٹریٹ تھے۔ پاکستان میں کراچی میں ایک ادارہ کے سربراہ تھے۔ حضرت چوہدری صاحب کے گہرے دوست تھے۔ آپ ماڈل ٹاؤن لاہور میں مستقل رہائش پذیر ہوئے اور یہاں جماعت احمدیہ کے صدر بھی تھے۔

1953ء میں احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف زبردست تحریک شروع کی اور سارے پنجاب میں جماعت کے خاف فسادات شروع ہوئے۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب ان دنوں کراچی میں وفاقی وزیر خارجہ تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے محترم چوہدری صاحب کو جماعت کے حالات سے باخبر رکھنے کے لئے خاکسار کو مقرر فرمایا۔ اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے خاکسار نے متعدد بار کراچی جا کر حضرت چوہدری صاحب سے ملاقات کی۔

(یہ مضمون مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب کی کتاب "میری یادیں" سے ماخوذ ہے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

مقبوضہ کشمیر میں انتخابات

بھارت کے دارالحکومت دہلی میں مقبوضہ کشمیر میں عام انتخابات کے انعقاد کے لئے مقبوضہ کشمیر کی سیاسی جماعتوں کی ایک کانفرنس طلب کی گئی- وزیر داخلہ کی سربراہی میں منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں مقبوضہ کشمیر کی بڑی سیاسی پارٹیاں نیشنل کانفرنس، کانگرس اور جنتادل شامل تھیں- سبھی سیاسی پارٹیوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ مقبوضہ کشمیر کے حالات عام انتخابات کے انعقاد کے لئے موزوں نہیں ہیں- نیشنل کانفرنس کے لیڈر اور شیخ عبداللہ کے صاحبزادے ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے کہا کہ آج بھی مقبوضہ کشمیر کے لوگ دہشت میں زندگی گزار رہے ہیں- بڑی تعداد میں لوگ اپنے گھروں سے باہر زندگی گزار رہے ہیں- ایسی صورت حال میں عام انتخابات کا انعقاد ناممکن ہے- جنتادل کے کشمیری صدر نے کہا کہ اگرچہ حالات عام انتخابات کی حمایت نہیں کرتے لیکن اگر حکومت نے الیکشن کرائے تو ہم چونکہ جمہوریت پسند لوگ ہیں اس لئے ہم اس میں بہرحال حصہ لیں گے-

اور تو اور حکمران کانگرس کے ارکان بھی انتخابات کے حق میں نہیں ہیں- اس کے لیڈروں کے درمیان عام انتخابات کے انعقاد کے موضوع پر اختلافات ہیں-

بھارتی حکومت کی بھرپور خواہش ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں عام انتخابات کرائے جائیں اس مقصد کے لئے وہ ہر ممکن کوششیں کر رہی ہے- یہ تک ہوا کہ عام انتخابات کا اعلان کر دیا- ایسے موقع پر بھارت کے چیف الیکشن کمشنر نے واضح طور پر کہا کہ وادی کشمیر میں حالات عام انتخابات کے حق میں نہیں ہیں- بھارت میں الیکشن کمیشن خاصا خود مختار ادارہ ہے اور ہر صورت میں حکومت کا ساتھ نہیں دیتا-

یاد رہے کہ وادی کشمیر میں جو آخری عام انتخابات ہوئے تھے اس میں وادی کے ووٹروں نے خاموشی سے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا تھا- اور آرام سے گھروں میں بیٹھے رہے- محض 5 فیصد کے قریب ووٹ ڈالے گئے- اس وقت ہندوستان میں بھی اور بیرونی ممالک میں بھی حیرت کا اظہار کیا گیا- اس کے جلد بعد ہی کشمیری نوجوان ہاتھوں میں ہتھیار تھامے باہر نکل آئے اور حالات پہلے سے خراب تر ہوتے چلے گئے-

اب تو صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جب تک مقبوضہ کشمیر کی سیاسی پارٹیاں راضی نہ ہوئیں اس وقت تک وہاں انتخابات ممکن نہیں ہیں-

○○○

ورلڈ اکنامک

فورم کا اجلاس

جینیوا کے شہر دوس میں دنیا بھر کے سرمایہ کاروں کا اجلاس شروع ہو چکا ہے- پاکستانی وفد کی قیادت صدر مملکت فاروق احمد لغاری کر رہے ہیں جبکہ بھارتی وفد اپنے وزیر خزانہ کی قیادت میں آیا ہے- اس عالمی فورم کے اجلاس کا مقصد دنیا بھر کے چوٹی کے سرمایہ کاروں کو یہ موقع مہیا کرنا ہے کہ وہ مختلف ممالک میں سرمایہ کاری کرنے کے بارے میں حالات سے آگاہ ہو سکیں- مختلف ممالک کے وفود یہاں آکر اجلاس میں شریک ہیں- اور سرمایہ کاروں کو اس بات پر راغب کرتے ہیں کہ وہ ان کے ملک میں سرمایہ کاری کریں-

اس اجلاس کا ایک اور اہم مقصد بوسنیا کی تعمیر نو کے لئے سرمایہ کاروں کو راغب کرنا ہے-

سرمایہ کاروں کے نمائندے اور اکنامک فورم کے صدر نے اپنے خطاب میں کہا کہ کہیں بھی سرمایہ کاری کے لئے امن و شانتی کی صورت حال بہتر ہونا ضروری ہے- ورنہ سرمایہ کار اپنا سرمایہ نہیں لگاتا- یہ موضوع اس کانفرنس کے ایجنڈے کا اہم حصہ ہے-

○○○

یاسر عرفات کی نئی مشکل

اپنی سیاسی زندگی میں بے شمار خطرات کا کامیابی سے مقابلہ کرنے والے اور بالاخر کامیاب رہنے والے فلسطینی صدر مسٹر یاسر عرفات آج کل ایک نئی مشکل سے دوچار ہیں- اسرائیل کے ساتھ صلح کا معاہدہ طے پا جانے اور خود مختار فلسطینی مملکت کے قیام کے بعد فلسطینی تنظیم آزادی کے بنیادی چارٹر میں تبدیلی ناگزیر ہو گئی ہے- پی ایل او کے بنیادی چارٹر میں یہ الفاظ درج ہیں کہ اس تنظیم کا مقصد اسرائیل کو نیست و نابود کرنا ہے- اسرائیل کا مطالبہ ہے کہ اب بدلے ہوئے حالات میں پی ایل او کے چارٹر میں سے یہ شق نکال دی جائے- صدر یاسر عرفات نے اس کی حامی بھرلی ہے- لیکن مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ ایک بڑا سخت مشکل کام ہے-

اس مقصد کے لئے نو منتخب فلسطینی کونسل جو فلسطین کی پارلیمنٹ کا درجہ رکھتی ہے کا اجلاس چند روز میں بلایا جائے گا- جس میں اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا جائے گا-

پی ایل او کی ایگزیکٹو کمیٹی کے جنرل سیکرٹری مسٹر جمال سورانی نے بتایا کہ کمیٹی ایک ہفتے کے اندر اپنا اجلاس طلب کر کے فلسطینی کونسل کے اجلاس کی تاریخ مقرر کرے گی تاہم انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ اجلاس کس جگہ منعقد ہو گا-

یہ کونسل 20- جنوری کے انتخابات کے ذریعے منتخب ہوئی ہے- اور اسرائیل کے ساتھ کئے گئے امن معاہدے کے تحت فلسطینی پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس کے دو ماہ کے اندر اندر پی ایل او کے چارٹر میں سے یہ دفعات نکال دی جائیں گی- 1968ء میں پی ایل او کا جو چارٹر منظور کیا گیا تھا اس میں یہ شقیں موجود تھیں اور اب تک پی ایل او کے چارٹر کا حصہ بنی آرہی ہیں-

چارٹر میں تبدیلی کے لئے 630 رکنی کونسل کی دو تہائی اکثریت درکار ہے-

اسرائیلی حکومت نے کہا ہے کہ اگر چارٹر میں سے یہ دفعات نہ نکالی گئیں تو وہ امن معاہدے کو منجمد کر دیں گے اور اس وقت تک امن کا عمل دوبارہ شروع نہیں کیا جائے گا جب تک یہ شقیں نکال نہیں دی جاتیں-

بائیں بازو کے ڈیموکریٹک فرنٹ کے رکن علی ابو ہلال نے کہا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے- کونسل کے بہت سے ارکان اس کے حق میں ووٹ نہیں دیں گے- اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ کونسل کے بہت سے ارکان جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں اور انہوں نے سیلف رول کے فوائد حاصل نہیں کئے- ان کا کہنا ہے کہ یہ شقیں تبھی ختم کی جا سکتی ہیں جب اسرائیل تمام مقبوضہ علاقوں سے بالکل نکل جائے اور ایک آزاد فلسطینی مملکت کا قیام عمل میں آجائے-

صدر یاسر عرفات کی مدد کرنے کے لئے اسرائیلی وزیر اعظم مسٹر شمعون پیریز نے اعلان کیا ہے کہ تمام جلاوطن ارکان کو خود مختار فلسطین کی حدود میں داخل ہونے کی اجازت ہے تاکہ وہ اس شق کو ہٹانے کے لئے ووٹ ڈال سکیں-

بقیہ صفحہ 4

حضور کوئی شخص اپنے پہلو یا سرین کو کھجلانے لگے تو آپ کو کچھ یہی خیال ہو گا کہ کچھ دینے لگا ہے- اس پر وہ قہقہہ مار کر ہنسے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ ڈال دیا- یہ بھی اس شخص کے تصرفات کی کوئی بات ہے غرض ہماری ولایت کا وہاں سکہ بیٹھ گیا- پھر وہ تار نکلا اور کہا- کیا یہ آپ کے رامپور جانے کی ترکیب نہیں- اچھا ہم منظور کرتے ہیں- اور آپ ساتھ چلیں- غرض معاً رامپور واپس آنے کی تیاری ہو گئی- رامپور

پہنچ کر حکیم صاحب نے کہا کہ اس شخص کی صحت کے لئے تم دعا کرو- میں نے کہا یہ بچتا نظر نہیں آتا اور مجھے اس کے لئے دعا کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور بدوں توجہ دعا نہیں ہو سکتی- اب یہ جئے یا مرے- ہم تو رام پور پہنچ ہی گئے- آخر علی بخش کا انتقال ہو گیا- حکیم صاحب نے مجھ سے فرمایا (علی بخش کے مرنے پر ہمارے شہر کے ایک حکیم ابراہیم صاحب ہیں ان کو دربار میں ہم پر ہنسی کا موقعہ ملا ہے-) میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرتا ہوں- میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ اس مریض جیسا کوئی ان کے ہاتھ سے بھی مر رہے گا- آپ کیوں گھبراتے ہیں- قدرت الٰہی دیکھو- نہ گمان نہ خیال کہ علی بخش کے بالمقابل ایک دوسرا خدمت گار- نواب صاحب کا اسی بیماری میں گرفتار ہوا اور حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی اس کے معالج تجویز ہوئے- مریض کو ورم کبد بھی تھا ایک دن اس کے منہ سے خون آیا معالج حکیم نے فرمایا کہ بحرانی خون ہے- اور ہم کو اس کی صحت کی بہت امید ہے- ہمارے حکیم صاحب نے آکر یہی امید ظاہر کی- میں نے عرض کی کہ اب یہ مر جائے گا- خدا تعالیٰ کے عجائبات ہیں انسان کی کیا مقدرت ہے- مریض مر گیا- عوض معاوضہ گلہ ندارد- حکیم ابراہیم صاحب آئندہ تمسخر سے باز آگئے-

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر تفصیل سے آگاہ فرمائیں-

سیکرٹری

مجلس کارپرداز- ربوہ

مسل نمبر 30404 میں طاہر جاوید اقبال ولد عبدالروٴف پرویز قوم راجپوت بھٹی پیشہ ملازمت عمر 22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 157- جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 95-10-20 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے- اس وقت مجھے مبلغ-/1500 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں- میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی- میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے- العبد طاہر جاوید اقبال 157- جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور گواہ شد نمبر1 ظہیر عباس مسل نمبر 30399 گواہ شد نمبر2 فضل عمر بٹ 157- جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور-

مسل نمبر 30405 میں عنایت بی بی زوجہ ملک منور علی صاحب قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر 52 سال بیعت 1965ء ساکن گلشن راوی لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 95-9-2 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زیورات طلائی اڑھائی تولہ مالیتی۔/12500 روپے۔ اور حق مہر وصول شدہ۔/5000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/300 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ عنایت بی بی ساکن عمر کالونی c/o چوہدری ارشاد احمد صاحب ورک ایڈووکیٹ A-326 گلشن راوی لاہور گواہ شد نمبر1 چوہدری ارشاد احمد ورک وصیت نمبر16608 گواہ شد نمبر2 ثاقب مصطفیٰ وصیت نمبر28783۔

مسل نمبر30406 میں کوثر منور بنت منور علی صاحب قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر20 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گلشن راوی لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-9-2 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زیور طلائی پندرہ تولہ مالیتی۔/75000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/300 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ کوثر منور c/o چوہدری ارشاد احمد ورک ایڈووکیٹ A-326 گلشن راوی لاہور گواہ شد نمبر1 چوہدری ارشاد احمد ورک ایڈووکیٹ وصیت نمبر16608 گواہ شد نمبر2 ثاقب مصطفیٰ وصیت نمبر28783۔

مسل نمبر30410 میں ممتاز سعید بیوہ خواجہ سعید احمد بٹ قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر57 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-10-13 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (1) طلائی زیورات وزنی 147 گرام مالیتی 56 ہزار روپے (56000 روپے) (2) پلاٹ برقبہ 240 مربع گز واقع کوئٹہ ٹاؤن کراچی مالیتی بیس ہزار چھ سو چالیس روپے (3) پلاٹ برقبہ 15 مرلہ واقع ٹیکسلا نزد اسلام آباد مالیتی 33000 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 7960 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ممتاز سعید مسرور بیس کراچی گواہ شد نمبر1 ارشد احمد محمود وصیت نمبر25546 گواہ شد نمبر2 احمد نعمان پسر موصیہ۔

مسل نمبر30411 میں احمد نعمان ولد خواجہ سعید احمد بٹ صاحب قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر 23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 19/2 مسرور بیس کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-10-13 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ 3700 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد احمد نعمان 19/2 مسرور بیس کراچی گواہ شد نمبر1 ارشد احمد محمود وصیت نمبر25546 گواہ شد نمبر2 ناصر احمد زاہد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حلقہ ماڑی پور کراچی۔

مسل نمبر30412 میں سلمان احمد ولد خواجہ سعید احمد بٹ قوم بٹ پیشہ طالب علم عمر21 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 19/2 مسرور بیس کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-10-13 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ سات سو روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سلمان احمد 19/2 مسرور بیس کراچی گواہ شد نمبر1 ارشد احمد محمود وصیت نمبر25546 گواہ شد نمبر2 ناصر احمد زاہد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حلقہ ماڑی پور کراچی۔

مسل نمبر30413 میں امتہ العزیز بیوہ مستری منیر احمد قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر58 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کنری ضلع عمر کوٹ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-9-3 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (1) نقد رقم تیس ہزار روپے (2) طلائی بالیاں 1/2 تولہ مالیتی پچیس صد روپے اور طلائی انگوٹھیاں اور چوڑیاں وزنی 24 گرام مالیتی بارہ ہزار روپے (3) حق مہر وصول شدہ یکصد روپے اس وقت مجھے مبلغ پانچ صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ امتہ العزیز C/O عمران فرنیچر ہاؤس عید گاہ روڈ کنری پاک ضلع عمرکوٹ سندھ گواہ شد نمبر1 مبشر احمد پسر موصیہ گواہ شد نمبر2 جمیل احمد پسر موصیہ۔

مسل نمبر30414 میں عائشہ بی بی بیوہ محمد ابراہیم قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر57 سال تقریباً بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھڑتھانوالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 95-10-15 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (1) حق مہر یکصد روپے (2) زیور طلائی ایک تولہ مالیتی چار ہزار چار سو روپے (3) زرعی زمین از ترکہ خاوند محترم برقبہ ایک ایکڑ تین کنال واقع بھڑتھانوالہ ضلع سیالکوٹ مالیتی پچپن ہزار روپے (4) زرعی زمین از ترکہ والد صاحب محترم دو کنال واقع بھڑتھانوالہ ضلع سیالکوٹ مالیتی دس ہزار روپے (5) زرعی زمین از ترکہ والد صاحب محترم 8 کنال 15 مرلہ واقع چک نمبر493/E.B بورے والا ضلع وہاڑی مالیتی بانوے ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ پانچ صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ عائشہ بی بی بیوہ محمد ابراہیم بھڑتھانوالہ P.O کوٹلی لوہاراں غربی ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر1 ملک محمد مبشر وصیت نمبر18110 گواہ شد نمبر2 ملک مبارک احمد وصیت نمبر25557۔

بقیہ صفحہ 1

نوازے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے عام صحت آپریشن کے بعد پہلے سے بہتر ہے۔ مگر اپنی بات منوانے کی فطری حالت بڑھ گئی ہے۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر بھی کہا تھا "اے میرے رب توں مینوں نظر کیوں نہیں آؤندا" اور اسی وقت نور کا ایک شعلہ سامنے سے گزر گیا تھا۔

محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے آپریشن کے وقت حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے بذریعہ فیکس درخواست کی تھی۔ اس پر حضرت صاحب کی طرف سے والد صاحب کو جو جواب موصول ہوا وہ ہمارے لئے باعث فخر و انبساط ہے۔

بقیہ صفحہ 1

کام دے سکتا ہے۔ اس کی خوبصورتی ہمارے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اگر کوئی تعلیم خوبصورت بھی ہو لیکن اس میں دعا کی تعلیم نہ ہو تو وہ مردہ ہے۔ کیونکہ اس میں زندگی کے آثار نہیں۔ اس میں وہ چیز نہیں کہ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ اور وہ صرف دعا ہے کہ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک شخص خواہ کتنا ہی اعلیٰ درجہ کا لیکچر دے لیکن اگر اس کے ساتھ اس کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت نہیں تو وہ لیکچر کیا اثر رکھتا ہے۔ تو دعا کو نکال کر مذہب کا کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ اب دیکھو دنیا میں پہاڑ خوبصورت نظر آتے ہیں۔ دریاؤں کا نظارہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ سبزہ زاروں کا منظر بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ان میں انسان اپنی زندگی نہیں گزار سکتا۔ تھوڑی دیر کے لئے تفریح کے طور پر دریاؤں اور پہاڑوں کے بے نقص نظاروں اور سبزہ زاروں کو پسند کرے گا اور اپنا دل بہلا لے گا۔ لیکن ان میں زندگی نہیں گزار سکتا۔ زندگی گذارنے کے لئے پھر ان ہی لوگوں میں جائے گا جو زندہ ہیں۔ وہ ان بے نقص اور بے عیب نظاروں کو چھوڑ کر عیب دار مگر زندہ انسانوں کے پاس ہی رہنا اور زندگی گزارنا پسند کرے گا کیونکہ انسانوں میں روح ہے۔ زندگی ہے۔ مگر دوسرے نظاروں میں زندگی نہیں گو وہ بے نقص ہیں۔

اور وہ چیز جو جاندار ہے خواہ وہ عیبوں اور نقائص سے ہی بھری ہوئی ہو بے جان چیز پر فضیلت رکھتی ہے۔ جب عیب دار جاندار کو ہم بے نقص غیر جاندار پر فضیلت دیتے ہیں۔ تو ذی روح چیز جو خوبصورت اور بے نقص بھی ہے۔ اس کو ہم غیر ذی روح چیز پر کیسے فضیلت دے سکتے ہیں۔

پس جب تک کہ کسی تعلیم میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا رحم زندہ طور پر ہمارے شامل حال نہ ہو اس وقت تک وہ تعلیم زندہ نہیں کہلا سکتی زندہ مذہب وہی ہے کہ جس میں سب سے زیادہ زور دعا پر ہو۔

اور جو لوگ دعا سے کام نہیں لیتے ان کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے کوئی قبرستان میں بیٹھ جائے۔ کون ایسا شخص ہے جو زندوں کو چھوڑ کر مردوں میں چلا جائے۔ کیونکہ مردہ عمل کے زمانہ سے گزر گیا ہے۔ اور اس کی روح قبرستان میں نہیں وہ تو خدا کے پاس ہے۔ البتہ جسم قبرستان میں ہے۔ اور وہ بغیر روح کے کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔

جس چیز کی محبت کا ہمارے ساتھ تعلق ہے وہ تو زندہ چیز ہونی چاہئے اور مذہب میں سے زندہ چیز دعا ہے۔

انسان جب دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کی نہاں در نہاں ہستی کو اپنے قریب پاتا ہے۔ اور جب اس کی طاقتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کا جلوہ نظر آتا ہے۔ تو اس وقت پتے پتے میں زندگی نظر آتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ بندے کی دعا سنتا ہے تو اس وقت انسان کو مردہ چیز میں بھی زندگی نظر آنے لگتی ہے۔

(از خطبہ 17- دسمبر 1926ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 6- فروری-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 9 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 23 درجے سنٹی گریڈ

○ پاکستان بھر میں 5- فروری کو کشمیریوں کی جدوجہد آزادی سے یکجہتی کے اظہار کے لئے پہیہ جام ہڑتال رہی- ہر قسم کا کاروبار- سکول کالج اور ہر قسم کے دیگر تعلیمی ادارے، سرکاری و نیم سرکاری دفاتر بند رہے- سیاسی جماعتوں نے جلسے جلوس اور ریلیاں منعقد کیں- کشمیر کی آزادی کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں- مختلف شہروں میں احتجاجی کیمپ لگائے گئے- اخبارات نے خصوصی ایڈیشن شائع کئے- ریڈیو ٹی وی نے خصوصی پروگرام نشر کئے- لاہور میں پیپلز پارٹی نے ناصر باغ سے فیصل چوک تک ریلی نکالی- مسلم لیگ ہاؤس میں اہم تقریب منعقد ہوئی- ملی یکجہتی کونسل نے احتجاجی جلوس نکالا-

○ 5- فروری کو مقبوضہ کشمیر میں مکمل ہڑتال رہی- تعلیمی ادارے بند رہے اور ٹریفک معطل رہی-

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ کشمیر کا فوجی حل ممکن نہیں- مسئلہ صرف مذاکرات سے حل ہو سکتا ہے- پاکستان اور بھارت اس وقت اگرچہ حالت جنگ میں نہیں ہیں مگر ان کے تعلقات کشیدہ ہیں- انہوں نے کہا کہ پاکستان بھارت کے ساتھ بامقصد مذاکرات چاہتا ہے- بھارت کی طرف سے مثبت جواب نہیں مل رہا- ہم ایٹمی اسلحہ کی دوڑ ختم کرنے کے خواہاں ہیں- صدر نے یہ باتیں زیورچ میں اپنے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہیں-

○ پاکستان میں امریکہ کے نئے سفیر تھامس ڈبلیو سائمنز نے گزشتہ روز مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف سے اسلام آباد میں ملاقات کی- پون گھنٹے کی اس ملاقات میں مسئلہ کشمیر اور بوسنیا پر گفتگو ہوئی- امریکی سفیر نے کہا کہ صدر کلنٹن عالم اسلام کے بارے میں حساس جذبات رکھتے ہیں-

○ اسلام آباد میں کشمیر کمیٹی کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان کی زیر قیادت نکالے جانے والے جلوس نے بھارتی ہائی کمیشن پر پتھراؤ کیا اور اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو مظاہرین پر لاٹھی چارج کر دیا گیا- ہجوم کے ساتھ اس جھڑپ میں 9- پولیس والے زخمی ہو گئے-

○ واشنگٹن میں اہل کشمیر کی جدوجہد آزادی کے حق میں احتجاجی مظاہرہ کیا گیا مظاہرین نے کہا کہ "دنیا کے مہذب انسانو! کشمیر پر آنکھیں بند مت کرو-"

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کشمیر احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دو سال بعد کشمیر آزاد ہو گا- ہم بے نظیر بھٹو کی قیادت میں پاکستانی پرچم لہرائیں گے-

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف امریکہ میں ایٹمی عدم پھیلاؤ کی کانفرنس میں پاکستان کا قومی موقف پیش کریں گے- انہوں نے اپنی تقریر کی تیاری کے سلسلے میں ضروری صلاح و مشورہ شروع کر دیا ہے-

○ ورلڈ کپ کی انتظامی کمیٹی کے رکن نے کہا ہے کہ اگر آسٹریلیا نے کولمبو میں اپنا میچ نہ کھیلا تو وہ اس میچ کے پوائنٹس سے محروم ہو جائے گا- سری لنکا بدستور ورلڈ کپ کا معاون میزبان ملک بنا رہے گا- سری لنکا میں چار میچوں کے شیڈول میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی-

○ آسٹریلیا نے 17- فروری کو کولمبو میں اپنا پہلا میچ کھیلنے سے باضابطہ طور پر انکار کر دیا ہے- آسٹریلوی کرکٹ بورڈ کے چیئرمین نے کہا کہ ہم نے آرگنائزنگ کمیٹی کو اس میچ کی جگہ تبدیل کرنے کے لئے کہا ہے-

○ ورلڈ کپ میچوں کے دوران سٹیڈیم جانے والے ہر تماشائی کی تلاشی لی جائے گی- جبکہ ہر میچ کے دوران اس شہر کی پولیس کے علاوہ ساڑھے پانچ ہزار کی تعداد میں فورس بھی تعینات کی جائے گی-

○ وزیر اطلاعات مسٹر خالد کھرل نے کہا ہے کہ الطاف گروپ کو ورلڈ کپ میں رخنہ ڈالنے کی اجازت نہیں دیں گے- اپوزیشن لیڈر کو مسٹر الطاف حسین کی مذمت کرنی چاہئے-

○ کشمیریوں سے اظہار یکجہتی کے لئے اہل پاکستان متحد نہ ہو سکے- سیاسی و دینی جماعتوں نے الگ الگ مظاہرے کئے اور جلسے جلوس نکالے- اقلیتوں نے بھی مظاہرے کئے-

○ امریکی انٹیلی جنس نے دعویٰ کیا ہے کہ چین نے امریکی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایٹمی ہتھیار بنانے کی ٹیکنالوجی پاکستان کو فراہم کر دی ہے- اور اس بارے میں انہیں نئے ثبوت ملے ہیں- بتایا گیا ہے کہ چین نے ایٹمی ہتھیاروں کے لئے یورینیم کو افزودہ کرنے کے لئے پرزے پاکستان کو دیئے ہیں- چین نے گزشتہ برس اے کیو خان ریسرچ لیبارٹری کو 5 ہزار رنگ میگنٹ فراہم کئے جو یورینیم کی افزودگی میں استعمال ہوتے ہیں-

○ آئی جی پنجاب نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ہمیں فری ہینڈ دیا ہے- مگر ایم پی اے اپنی بادشاہت چاہتے ہیں- ارکان اسمبلی کا مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کے علاقے میں ڈی ایس پی ایس ایچ او اور دوسرے افسران کی مرضی کے ہوں- اس طرح سے امن و امان کے مطلوبہ نتائج نہیں مل سکتے-

○ امور خارجہ کی قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ ایٹمی صلاحیت ہماری اقتصادی ضرورت بھی ہے- این پی ٹی پر دستخط کے لئے پاکستان پر دباؤ ڈالنے والوں کی آنکھ انصاف سے عاری ہو چکی ہے-

○ لاڑکانہ میں دو گھنٹے کے وقفے میں شر پسندوں نے دو مساجد میں آگ لگا دی-

○ بھارت نے امریکہ کو جواب دیا ہے کہ پرتھوی میزائل ضرور نصب ہونگے- 15- سے 30 تک پرتھوی تیار ہو چکے ہیں- جنہیں فوج کے حوالے کیا جا چکا ہے- اگلا مرحلہ اگنی میزائل کا ہو گا جو ایٹمی ہتھیار اڑھائی ہزار کلومیٹر تک لے جا سکے گا- پرتھوی میزائل ایک ٹن ایٹمی ہتھیار 150 کلومیٹر تک لے جا سکتا ہے- بھارتی حکومت نے کہا ہے کہ امریکہ اور چین نے پاکستان کو ہتھیار بند کرنے کے لئے گٹھ جوڑ کر لیا ہے- اب جواب دینا ضروری ہو گیا ہے-

PHONE: 211806
Tahir Ahmed Mahmood Khokher
AL-TAHIR
SATELLITE SYSTEM
BEST MATERIAL-GOOD RESULT
AQSA ROAD, RABWAH. PC: 35460

تسبیح سے جدید اور روایتی زیورات تک ہم کام کی
انوار گولڈ سمتھ
نزد الائیڈ بنک اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ فون: 487

• فرج • فریزر • کوکنگ رینج • گیزر • واشنگ مشین • ہیٹر کیلئے
احمد برادرز
شہناز پلازہ
چاندنی چوک
راولپنڈی
فون: 451030 / 420958

ہائی کوالٹی ڈش
اپنے گھر کے ماحول کو پاکیزہ بنائیں
احمدیہ ٹیلیویژن کیلئے ڈش لگوائیں
بہترین رزلٹ اور مضبوط ڈش انٹینا کیلئے
بس ایک ہی نام
آزمودہ
گارنٹی شدہ
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 211274

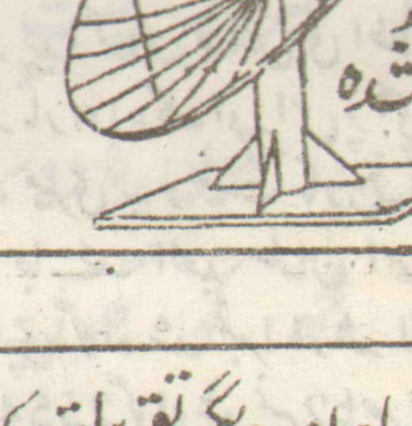

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر ہم عرصہ دراز سے آپکی اور آپکے مہمانوں کی خدمت میں عمدہ کھانا پیش کرتے رہے ہیں
• اب ایک اور انداز میں آپکی خدمت میں آئے ہیں • عمدہ کھانے بہترین کراکری میں پیش کرتے ہیں
یاد رکھیں
رشید برادرز ٹینٹ سروس
نزد خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار ربوہ
فون دوکان: 211584
فون رہائش: 408
پروپرائیٹر: رشید الدین ولد رفیع الدین

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
○ ہمدردانہ مشورہ ○ کامیاب علاج
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ
فون (04524) 212434